جناب محمد عدنان زیب *

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
حافظ محمد ابراہیم فانیؔ ایک عہد ساز شخصیت

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جب میں پہلی بار اُن سے ملا تو مجھے یوں لگا جیسے اُن سے صدیوں کی پہچان ہو۔ چہرے پر مسکراہٹ‘ لبوں پر تبسم‘ مہمان نوازی اور منکسر المزاجی آپ کی طبیعت کا خاصہ رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا اور پھر علم وادب کی محفلیں سجنے لگیں۔ جب میں ایم فل کی ڈگری کے لیے تحقیقی مقالہ لکھنے میں مصروف تھا تو اُن سے وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ماہنامہ ’’الحق‘‘ کے حوالے سے اُنہوں نے بہت رہنمائی فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصے میں ہم ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے۔ ہنسی خوشی دن رات گزر رہے تھے لیکن قانون قدرت ہے کہ ؎

دنیا میں خوشی کے ساتھ ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

دنیا میں آنکھ کھولنے والے کسی بھی بچے کے بارے میں یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ جب وہ اس دنیا سے جائے گا تو اپنے پیچھے ہزاروں آنکھوں کو اشکبار کر جائے گا۔ بے شمار ہستیاں آج ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہیں۔ مگر جانے والے اپنے پیچھے یادوں کے ان مٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جنہیں یاد کر کے انسان آنسوؤں کے سمندر بہاتا جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک عظیم ہستی کچھ روز قبل ہی اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئی۔ جب ہم عمرے کی غرض سے حرمین شریفین میں تھے تو ایک روز مدینے سے اپنے ایک ساتھی کو فون کیا تو اُس نے اپنی مصروفیت کا ذکر کرتے ہوئے جب یہ کہا کہ ۱۱ بجے فانی صاحب کے جنازے کے لیے گیا تو یہ الفاظ سُن کر میں ایک لمحے کے اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا اور کچھ بولنے سے قاصر رہا۔ جب فون بند کیا تو اُن کا چہرہ میرے سامنے سے نہیں ہٹتا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ میں اُن کے لیے ۲ رکعت نفل اور روضہ رسول ﷺ پر اُن کی طرف سے درود وسلام اور اُن کے بلند درجات کے لیے اللہ کے حضور دعائیں کیں۔ اگلے ہی دن صبح کی نماز میں گاؤں کے کچھ ساتھی ملے جن میں سے ایک ساتھی موبائل فون پر طویل گفتگو میں مصروف تھا۔ جب اُنہوں نے فون بند کیا تو ساتھ یہ دردناک خبر دی

* مدرس، امہ چلڈرن اکیڈمی‘ سوریا خیل، نوشہرہ

کہ اضاخیل کے باچا صاحب وفات پا چکے ہیں تو گویا ایک غم ابھی مٹنے نہیں پایا تھا کہ غموں کا دوسرا پہاڑ گر گیا۔ یک لخت دو بزرگان دین کی وفات سے گویا ایک خلا پیدا ہو گیا اور دونوں ہستیاں اپنی جگہ مینارہ نور تھیں ۔ مسجد نبوی ﷺ میں دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ اجتماعی دعا کی۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان بزرگان دین کو جنت الفردوس میں بہترین مقامات عطا فرمائے اور ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پر کردے۔ امین ۔ ذیل میں فانی صاحب کے فکر وفن کی ایک مختصر جھلک نذر قارئین ہے۔

حافظ محمد ابراہیم فانی صاحب ۱۵/اپریل ۱۹۵۴ء کو ضلع صوابی کے مشہور گاؤں زروبی میں متکلم عصر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے گھر پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن کریم اپنے گھر پڑھا۔ مولانا پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظرِ کرم ہے کہ پہلے پارہ کے دو تین ورق پڑھنے کے بعد دیگر پارے بغیر استاد کے پڑھے ۔ مڈل تک عصری تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور سکول کے ساتھ ساتھ اپنے والد مکرمؒ سے دینی رسائل اور فارسی نظم کے رسالے پڑھتے رہے۔ مثلاً کریما' پنج کتاب اور گلستان سعدی وغیرہ۔ میٹرک کا امتحان ۱۹۷۰ء میں پاس کیا اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا اور ساتھ ساتھ حفظ القرآن میں بھی مشغول رہے۔

درس نظامی کے ساتھ ساتھ شیخ القرآن مولانا عبدالہادی شاہ منصوری سے شاہ منصور میں ترجمہ وتفسیر بھی پڑھا اور آپ نے قرآن پاک بھی حفظ کیا۔ ۱۹۷۸ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ اور دارالعلوم حقانیہ میں بحثیت مدرس آپ کا تقرر ہوا اور صرف ونحو' منطق اور ادب کی مختلف کتابیں تفویض ہوئیں اور آج تک دارالعلوم ہی میں شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں اور درجات عالیہ کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

فانؔی صاحب کو زمانہ طالب علمی ہی سے لکھنے کا شوق دامن گیر تھا اس لئے فارسی' اردو' پشتو' عربی میں لکھتے رہے۔ شعر و شاعری اور ادب کے ساتھ ابتداء ہی سے شغف تھا اپنی مادری زبان پشتو میں شاعری کرتے رہے۔ اسی طرح فارسی میں بھی طبع آزمائی کی کوشش کی جس میں آپ کامیاب رہے۔ زمانہ طالب علمی میں آپکی بعض غزلیں پشتو رسائل اور مجلّات میں چھپتی رہیں۔ ساتھ ساتھ اہم مضامین کے تراجم بھی کرتے رہے اسکے بعد وقتاً فوقتاً ملک و بیرون ملک کے مختلف جرائد او راخبارات میں آپ کے مضامین شائع ہونے لگے۔ دراصل شاعری اللہ تعالیٰ کی دین ہے یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ شاعر کے دل پر شعروں کا نزول ہوتا ہے، نپے تلے الفاظ، بحریں، روح پرور اور دلکش انداز بیان وغیرہ یہ سب باتیں یکجا ہوکر ایک خوبصورت شعر کی صورت میں نمایاں ہوتی ہیں اور اسی کو آمد کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے شاعر براہِ راست اللہ تعالیٰ کا شاگرد ہوا۔ اسی لیے کہا گیا ہے "الشعراء تلامیذ الرحمن"

۱۹۸۳ء میں آپ کی طبیعت اردو شاعری کی طرف مائل ہوگئی اور اردو میں نظمیں اور غزلیں لکھنا شروع کیں جو ماہنامہ ''الحق''، ''الخیر'' ملتان، ''خدام الدین'' لاہور، ''بینات'' کراچی، '' النصیحہ'' چارسدہ اور دیگر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہیں۔عربی میں بھی شاعری کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا عربی مرثیہ جو حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے سانحہ ارتحال پر لکھا گیا تھا۔ جب ماہنامہ الحق میں چھپا تو الحق ہی سے وہ مرثیہ دیوبند کے عربی ماہنامہ ''الثقافہ'' میں شائع ہوا۔غرض فانیؔ صاحب چاروں زبانوں کے قادر الکلام شاعر ہیں۔اب تک آپ کے نظموں' غزلوں وغیرہ کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ان کے اشعار کا رشتہ روایت سے اور جدیدیت سے بھی مضبوطی کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ان کے اشعار میں دردو کرب کی کیفیت کے ساتھ ساتھ سوزو گداز کا عنصر بھی بدرجہ اتم موجود ہے جس نے فانی صاحب کی شاعری کو پرکشش بنا دیا ہے جو قاری اور سامع کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ان کے اشعار میں فکر انگیزی ہے جو پڑھنے والے کو دعوت فکر دیتی ہے۔

نالہ زار: یہ آپ کے اردو کلام کا مجموعہ ہے جس کے متعلق پروفیسر محمد افضل رضا لکھتے ہیں: ''ویسے تو جناب فانی صاحب کے پشتو' اردو' فارسی اور عربی شاعری کے نمونے میری نظروں سے ماہنامہ ''الحق'' کے صفحات پر گزرے تھے لیکن ان کی اردو شاعری کا یہ پہلا مجموعہ پہلی دفعہ مطالعہ کرنے کا موقع ملا......اردو کے مشہور شاعر فانی بدایونی کا کلام تو اردو وادب کے ایک ادنی طالب علم کی حیثیت سے پڑھا لیکن پشتون فانی کا یہ مجموعہ اردو زبان میں مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ فانی (جن کی مادری زبان پشتو ہے) جہاں فارسی' عربی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں' وہاں اردو میں بھی وہ نہایت روانی اور آسانی سے شگفتہ انداز میں واردات قلبی اور معاملات حسن وعشق' احساس محرومی' غم جاناں اور غم دوراں کو سپرد قلم کرسکتے ہیں۔آپ کی نظموں اور غزلوں میں جو بیساختہ پن اور روانی ہے وہ دوسرے پشتون شعراء کی اردو شاعری میں شاید آپ کو کم ہی ملے۔فانی اپنے دل کی بات دوسروں کے دلوں تک پہنچانے کا فن جانتے ہیں۔

فانی صاحب کی شاعری میں خوب صورت نظمیں بھی ہیں اور غزلیں بھی نظموں کے خوب صورت عنوان اور دل فریب موضوع پڑھنے والوں کو ایک لمحے کے لیے بھی اپنا دھیان ہٹانے نہیں دیتے۔ جذبوں میں سادگی کا عنصر بہت زیادہ ہے جو پڑھنے والوں کو اپنے حِصار میں لیے رکھتے ہیں۔اسکی شاعری کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے فن سے انصاف برتا ہے وہ اپنے جذبات اور محسوسات کی بلا تکلف ترجمانی کرتے ہیں۔ان کے اشعار میں ان کی طبیعت اور مزاج کی حقیقی جھلکیاں ملتی ہیں، ان کی شاعری میں حزن و ملال کی جو دھیمی دھیمی آنچ محسوس ہوتی ہے۔یہی ان کی صداقت اور یہی اسکا اعتبار ہے۔

پروفیسر محسن احسان کتاب کے تعارف میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ کا ذوق شعر اور اسلوب سخن انتہائی عمدہ ہے۔ جینے کی آرزو اللہ پر کامل یقین' موت سے باتیں' ماضی کی یادیں' حال کی فریادیں' مستقبل کی امنگیں' زندگی سے شکوے' شکایتیں' والدین سے والہانہ جذبہ عقیدت ومحبت' پاکیزہ قلبی ،غرور بیجا سے اجتناب' حیاتِ فانی کی بے مائیگی کا احساس...... یہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ فانی کے اشعار میں آپ کو نظر آئے گا۔''

جناب سراج الاسلام سراج اکوڑہ خٹک کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''فانی صاحب کا کلام فصاحت و بلاغت' لطافت ونزاکت' متانت اور ترنم کی تمام صفات سے موصوف ہے۔

(ماہنامہ ''الحق'' دسمبر ۲۰۰۹۔ص۔۵۵)

ذیل میں اسی مجموعے کے چند اشعار بطور نمونہ نذر قارئین ہیں:

لٹ رہا ہے عالم اسلام یوں فریاد ہے — کیسی آئی گردش ایام یوں فریاد ہے
چارسو دنیا میں ہے مسلم خدایا خستہ حال — ہر جگہ رسوا ہے اور بدنام یوں فریاد ہے
مرغزاروں' لالہ زاروں یہ چناروں کی زمین — جل رہی ہے ہم کریں آرام یوں فریاد ہے

نذرِ اشک: اسی طرح مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے سانحہ ارتحال پر جن شعرا نے نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے' فانی صاحب نے وہ مراثی یکجا کیے ہیں۔

حیات صدرالمدرسین: فانی صاحب نے اپنے عظیم المرتبت والد گرامی جامع المعقولات و المنقولات حضرت مولانا عبدالحلیمؒ صدر المدرسین جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کی سوانح عمری' حالات زندگی پر جامع اور مفصل کتاب مرتب فرمائی۔ جس میں آپ کے خاندانی مشائخ و اساتذہ کا تعارف' حالات زندگی' کمالات وخصوصیات' علمی و ادبی خدمات اور دیگر امتیازات پر مفصل تبصرہ اور تعارف ہے۔ اسی طرح یہ کتاب نہ صرف حضرتؒ کی سوانح حیات ہے بلکہ دارالعلوم حقانیہ کی اجمالی تاریخ بھی ہے۔ اکابر' علماء ومشائخ کی تحریرات کے علاوہ حضرتؒ کے کمالات پر دانشوروں اور مشہور قلم نگاروں کا تبصرہ بھی شامل ہے۔

افادات حلیمؒ: اس کتاب میں فانی صاحب نے متکلم وقت' ترجمان حدیث حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیمؒ کے ملفوظات' مضامین اور مقالات کو جمع کیا ہے۔ جس میں حضرتؒ کے ختم بخاری شریف پر افادات اور مسلم شریف کے باب الکبائر کی تشریح کیساتھ ساتھ آپکی مختصر سوانح بھی شامل ہیں۔ جناب ابراہیم فانی صاحب نے شاعری محض فیشن کے طور پر اور شاعروں میں واہ واہ سننے کے شوق میں شروع نہیں کی بلکہ یہ اسکے دل کی آواز تھی۔ جسے انہوں نے لفظوں میں بیان کیا فانی صاحب کا شمار یقیناً اُردو' پشتو اور فارسی کے بہترین شعراء میں ہوتا ہے۔ علم وادب کا یہ ستارہ چند روز قبل ہم سے بچھڑ گیا جن کے محبت کی خوشبو علم وادب سے وابستہ ہر شخص ہمیشہ محسوس کرتا رہے گا۔